وکرم سے مولانا بازندہ بچ نکلے۔ مولانا اعظم طارق پر حملہ کی صدائے بازگشت کئی دنوں سے سنائی دی جارہی تھی اور خود مولانا بھی مسلسل حکومت کو اس خطرہ سے متنبہ کر رہے تھے۔ جبکہ اخبارات میں اہم شخصیات کے قتل کے منصوبہ کی خبروں میں بھی مولانا کا نام چھپ چکا تھا۔ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ پاکستان میں موجود ایران کے وفادار اور تربیت یافتہ شیعہ اس دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں۔ مولانا حقنواز جھنگوی کی شہادت، مولانا ایثار القاسمی کی شہادت اور سپاہ صحابہ کے سینکڑوں کارکنوں اور مقامی رہنماؤں کی شہادت کوئی اتفاقی حادثات نہیں بلکہ ایک منظم سازش کا حصہ ہیں۔ گزشتہ چھ ماہ میں لاہور کی اہل سنت مساجد میں بموں کے دھماکے اور بے گناہ نمازیوں کی شہادت، کراچی میں سنی نوجوانوں کا مسجد میں انتظامیہ کے ہاتھوں قتل، بریلوی مکتب فکر کے عالم مولانا محمد اکرم رضوی کی شہادت، بہاولنگر میں سپاہ صحابہ کے صدر کا قتل، ان واقعات کا تسلسل اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ایک ہی طبقہ کے علماء کا قتل یقیناً ایک گہری سازش کا شاخسانہ ہے گزشتہ دور میں اہلحدیث علماء حکیم فیض عالم صدیقی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت بھی اسی سازش کی کڑیاں ہیں ہمسایہ ملک ایران کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے ناقابل تردید شواہد بھی حکومت کے علم میں ہیں۔ خصوصاً ایرانی سپیکر کا دھمکی آمیز بیان قابل ذکر ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت خود ان واقعات میں ممد و معاون ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں آصف زرداری نے شیعہ دہشت گردوں کا جس طرح دفاع کر کے انہیں محفوظ کیا اس کی تفصیلات بھی آن دی ریکارڈ ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خود حکومت فرقہ واریت کو ہوا دیکر خانہ جنگی کے شعلوں کو بڑھکانا چاہتی ہے۔ تاکہ پاکستان کی سیاست کے منظر سے یورپ کی طرح مذہبی عنصر کو ہٹا دیا جائے اور ملک کو سیکولر سٹیٹ بنا کر امریکی خواہش و مطالبہ کی تکمیل کی جائے۔

اگر ان حادثات کے ذمہ داروں کو سزا مل جاتی تو آج اس کا اعادہ نہ ہوتا حالیہ دہشت گردی کے مجرموں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا گیا تو پھر پاکستان میں کسی بھی رہنما کی زندگی کی ضمانت نہ دی جا سکے گی۔ اور ملک خانہ جنگی کے شعلوں کی لپیٹ میں آجائے گا۔ مولانا اعظم طارق اہل سنت کے ایک نمائندہ رہنما ہیں حکومت ان پر قاتلانہ حملہ کے مبینہ مجرموں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے اور اس پر کسی قسم کا غیر ملکی دباؤ قبول نہ کرے۔ اگر مولانا کو خدا نخواستہ کچھ ہو گیا تو یقیناً ملک کا امن و امان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اور خود حکومت کا قائم رہنا بھی ممکن نہ ہو گا۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی رحلت

جمعیت علماء اسلام کے امیر، حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی تقریباً سو سال کی عمر میں ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے خان پور ضلع رحیم یار خان میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ ۱۳۲۴ھ محرم الحرام بروز جمعہ اپنے آبائی گاؤں درخواست ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے درخواستی معروف ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں گاؤں میں ہی حاصل کی، گیارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور پھر مشہور دینی و روحانی مرکز خانقاہ دین پور حضرت مولانا غلام محمد دین پوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں دینی تعلیم مکمل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ آپ کا روحانی تعلق بھی خانقاہ دین پور سے ہی تھا اور غالباً حضرت مولانا عبد الہادی دین پوری قدس سرہ سے مجاز بیعت تھے۔

۱۹۶۲ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد جمعیت علماء اسلام کے امیر منتخب ہوئے اور تادم واپسیں اس عہدہ پر فائز رہے۔ شہید ضیاء الحق مرحوم کے دور میں جب حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ اور جناب نوابزادہ

(بقیہ ۴۳ پر)